خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 83

Track - 2

27:50

''ہمزاد اور روح میں کیا فرق ہے؟''

ہمزاد کے بارے میں بہت ساری کتابیں بھی لکھی گئیں۔ بہت سارے عملیات بھی کتابوں میں موجود ہیں۔ طرح طرح کے قصے کہانیاں بھی مشہور ہیں کہ ہمزاد کو قابو کرلیاتو یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ہمزاد قابو کرنے سے انسان جو ہے وہ بہت ساری چیزوں سے باخبر ہوجاتا ہے اور ہمزاد اسے بتادیتا ہے۔ یہ ہمزاد کا جو علم ہے یہ تو اپنی جگہ ہے ہی اس کی اہمیت ہے۔ اور ہمزاد کوئی الگ شئے نہیں ہے بلکہ انسان کے جسم کے اوپر یہ جو ہم سب بیٹھے ہیں یہ جو مادی جسم ہمارا ہے انسان کے جسم کے اوپر روشنیوں کا ایک اور جسم ہوتا ہے۔ اس روشنیوں کے جسم کو ہمزاد کہا جاتا ہے۔ اس کو روحانیت میں جسم مثالی بھی کہتے ہیں۔ روح ، ہمزاد اور جسم مثالی یہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ جس طرح روح ایک اپنی حیثیت رکھتی ہے۔ پورا ایک جسم رکھتی ہے۔ اسی طرح ہمزاد بھی جسم مثالی بھی اپنا ایک جسم رکھتے ہیں۔اپنی ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ شعور رکھتے ہیں۔ہمزاد کو تابع کیا جاتا ہے زیادہ تر ہمزاد تابع کرنے کے پیچھے جو مقصد کارفرما ہوتا ہے وہ دنیاوی معاملات ہوتے ہیں اور دنیاوی فوائد ہوتے ہیںیا دوسروں کو ستانا ہوتا ہے۔ یا دوسروں کی زندگی سے باخبر ہونا ہوتا ہے۔ اور دوسروں کی زندگی سے باخبر ہوکر ان کو پریشان کرنا ہوتا ہے۔ تو ہمزاد تابع کرنے کا اس لئے منع ہے ، ہمزاد تابع کرنا اسلام میں کہ اس سے کوئی انسانی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ ایک روح سے متعلق جو شعبہ ہے ہمزادکا اس جگہ آدمی جب داخل ہوجاتا ہے تو اس میں دنیاوی مسائل کو وہ ماورائی طریقے سے حل کرتا ہے اور چونکہ اس کے سامنے ہمزاد ہوتا ہے اور اس ہمزاد کے ذریعے جب وہ بہت ساری چیزیں وہ معلوم کرلیتا ہے اس آدمی کی تو اس سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ بتادے گا صاحب آپ کا نام یہ ہے، آپ ابھی یہ کھاکے آئے ہیں۔ آپ کے گھر میں الماری میں اتنے روپے رکھے ہیں۔تو جب وہ ایسی کوئی بات بتاتا ہے تو آدمی چونک جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے یہ تو بڑا پہنچا ہوا آدمی ہے۔ تو پھر وہ بلیک میل کرتے ہیں اس سے مالی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جتنے بھی ہمزاد تابع کرنے والے لوگ اب تک گزرے ہیں یا ہیں ان کی زندگی میں سوائے دنیا کے اور دنیا کی خرابیوں کے کوئی چیز جو ہے وہ نظر نہیں آتی۔ اسی ہمزاد کو روحانیت میں جسم مثالی بھی کہا جاتا ہے۔ اب جسم مثالی وہ بھی ایک طرح سے آدمی جسم مثالی سے واقف ہوجاتا ہے۔ اور واقف ہونے کے بعد اس کے اندر روحانی صلاحیتیں بیدار اور متحرک ہوتی ہیں۔ وہ ماورائی دنیا

میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس کو جسم مثالی کو قابو کرنا یا جسم مثالی سے واقف
ہوکر ماورائی دنیا میں داخل ہونا اس لئے جائز ہے کہ اس کے پیچھے مقصد اللہ
ہے۔ یعنی کوئی روحانی آدمی جب مشق کرتا ہے یا ریاضت کرتا ہے یا مراقبہ
کرتا ہے یا روزے رکھتا ہے تو اس کا مقصد دنیا نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقصد یہ
ہوتا ہے کہ اس ریاضت اور مجاہدے سے ہمارے اندر ایسی روحانی صلاحیتیں بیدار
اور متحرک ہوجائیں جن روحانی صلاحیتوں سے ہم اپنے خالق اللہ سے واقف
ہوجائیں۔ اور اللہ کا ہمیں عرفان نصیب ہوجائے۔ چونکہ ہمزاد تابع کرنے سے
عرفان جو ہے وہ مقصد نہیں ہوتابلکہ خالص دنیا اور شیطنت مقصد ہوتا ہے
اس لئے ہمزاد قابوکرنا جو ہے شرعاً ممنوع ہے۔ہمزاد کے سلسلے میں یہ بات
معلوم ہونی چاہئیے کہ یہاں جتنے بھی ذی روح موجود ہیں چاہے وہ چیونٹی ہے،
چاہے وہ ہاتھی ہے، چاہے وہ بکری ہے ، چاہے وہ انسان ہے۔ ہر جسم کے اوپر
ایک روشنیوں کا بنا ہوا جسم ہوتا ہے۔ اچھا ذی روح سے مراد آپ یہ نہیں
سمجھئے کہ جو جانور چلتے پھرتے وہ ذی روح ہیں۔ جو چیزیں چلتی پھرتی نہیں
ہیں وہ بھی ذی روح ہیں۔ مثلاً اب گلاب کا ایک درخت ہے ۔ تو گلاب کے درخت
کے اندر اگر روح نہ ہو تو گلاب کی نشو ونما بھی نہیں ہوگی اور گلاب کے اندر
سے قسم قسم کے رنگ رنگ کے خوشبو دار پھول بھی نہیں اگیں گے۔ تو یہ جو
گلاب کے اندر نشو و نما ہورہی ہے اور گلاب کے اندر سے جو رنگ برنگے پھول
نکل رہے ہیں اگر اس کے اندر حیات نہ ہو ، اگر اس کے اندر روح نہ ہو تو گلاب
کی نشو و نما رک جائے گی۔ اسی صورت سے کوئی آپ درخت لے لیجئے۔ اب
درخت جو ہے اس کی بھی نشو و نما ہوتی ہے۔ اس پہ پھول بھی آتا ہے۔ کچھ
میں پھل بھی لگتے ہیں۔ جس طرح انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ایک
پھل قرار دیا ہے اسی طرح درختوں پہ بھی اللہ تعالیٰ نے پھل لگائے ہیں۔ تو یہاں
جو بھی کچھ موجود ہے چاہے وہ پہاڑ ہے، چاہے وہ معدنیا ت ہے، نباتات ہے،
جمادات ہے ، حیوانات ہیں،کوئی بھی ہے جس کے اندر زندگی ہے اور جس کے
اندر نشوو نما ہے اس کے اندر حیات ہے اور جس کے اندر حیات ہے اس کے اندر
روح ہے۔ تو جہاں بھی روح ہے تو روح جو ہے وہ مظاہرہ براہ راست نہیں
کرتی۔ روح کا وصف یہ ہے کہ روح براہ راست سامنے نہیں آتی۔ بلکہ روح روپ
بدل بدل کر سامنے آتی ہے۔ یہ روح ہی تو ہے کہ ایک روح ایسی ہے کہ وہ
انسان کے شکل میں سامنے آگئی۔ وہی روح بکری کی شکل میں سامنے آجاتی
ہے۔ اسی روح نے کبوتر کا روپ اختیار کرلیا۔ اسی روح نے چیونٹی کا روپ اختیار
کرلیا۔ اسی روح نے ہاتھی کا روپ اختیار کرلیا۔ تو روح جو ہے وہ براہ راست اپنا
مظاہرہ نہیں کرتی بلکہ پردے میں رہ کر اپنا مظاہرہ کرتی ہے۔ کہیں وہ
انسان کی شکل میں اپنا مظاہرہ کرتی ہے۔ کہیں وہ درختوں کی شکل میں اپنا
مظاہرہ کرتی ہے۔ کہیں وہ پرندوں، چرندوں، درندوں کی شکل میں اپنا
مظاہرہ کرتی ہے۔بہرحال روح کا ایک ہی وصف ہے کہ روح براہ راست سامنے
نہیں آتی ہے۔ تو اب جس طرح یہ جسم ہے اس جسم کو سنبھالنے والی چیز جو

ہے وہ براہ راست روح ہے۔ اس جسم کو سنبھالنے والی جو طاقت ہے وہ روح
نہیں ہے بلکہ روح کا بنایا ہوا ایک لباس ہے ایک روپ ہے۔ اس روپ کو آپ جسم
مثالی کہتے ہیں۔ تو یہ جو گوشت پوست کا جسم ہے یہ جسم مثالی کا روپ
ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح روح نے جسم مثالی کو اپنا روپ دیا۔ جسم مثالی
کے روپ میں خود کو ظاہر کیا۔ اسی طرح جسم مثالی جو ہے وہ اس مادی
گوشت پوست جسم کو اپناروپ دیا۔ روح، جسم مثالی اور ہمزاد یا ہیولہ یا آج
(کل کی سائنسی اصطلاح میں اورا

Aura

یہ روح کے مختلف روپ ہیں۔ اور ان جسم مثالی کے جو روپ ہیں وہ گوشت)
پوست کا جسم ہے۔ گوشت پوست کا جسم ہے یا ہڈی کا جسم ہے۔ ہمزادجو
ہے وہ روح سے واقف ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ پہلے روح اپنے آپ کو ظاہر کرتی
ہے ہمزاد میں ، جسم مثالی میں۔ پھر جسم مثالی اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے
گوشت پوست کے جسم میں۔ تو اب یہ جو روح کے بارے میں عملیات یا اولیاء اللہ
اقوال ہمیں ملتے ہیں اور روح کے بارے میں جو کچھ بڑے بڑے بزرگان دین نے لکھا
ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ روح جو ہے ستر ہزار پردوں میں چھپی ہوئی ہے۔ روح
اپنا مظاہرہ جو ہے ستر ہزار پردوں کے پار کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روح تک
رسائی کے لئے بہت زیادہ محنت کی، بہت زیادہ ریاضت کی ، بہت زیادہ اپنے پیر
و مرشد کے تصرف کی اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت و نسبت
کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو روح کو کوئی نہیں دیکھ سکتا لیکن اس کو کہ جس
کو اللہ میاں روح دکھا دیں۔ روح نظر آجاتی ہے ویسے ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن
ہر آدمی اسے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ کتنا ہی قابل ہو کتنا ہی سمجھ دار ہو۔ کتنا
ہی جینئس ہو۔ میں نے ایک دفعہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ سے یہی سوال کیا تھا
کہ صاحب روح کو کتنے لوگ دیکھ لیتے ہیں۔ اس کی پرسنٹیج کیا ہے۔ انہوں نے
فرمایا تھا کہ اس وقت جو ہے روح کو دیکھنے کا پرسنٹیج ساڑھے گیارہ لاکھ میں
ایک آدمی ہے۔ یعنی ساڑھے گیارہ لاکھ انسانوں کو اگر جمع کیا جائے تو اس میں
اس بات کا امکان ہے کہ ساڑھے گیارہ لاکھ آدمیوں میں ایک آدمی ایسا ہوسکتا
ہے کہ وہ روح سے واقف ہو روح کو دیکھ سکے۔ پھر خود ہی انہوں نے ایک بڑی
عجیب بات فرمائی وہ ہمارے لئے بڑی ہی یعنی پریشان کن بات ہے انہوں نے
فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روح دیکھنے والے روح سے متعارف لوگ
پچیس فیصدی تھے۔حضور پاک ﷺ کے دور سے لے کر چودہ سو سال میں روح
دیکھنے کے پرسنٹیج میں اتنا نمایاں فرق آگیا ہے کہ وہ جو پچیس پرسنٹ تھا وہ
ساڑھے گیارہ لاکھ میں چلا گیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے مسلمان اتنے
دور ہوگئے روحانی طور پر کہ پچیس پرسنٹ کا پرسنٹیج گر کر ساڑھے گیارہ لاکھ
میں ایک ہوگیا۔ اور یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا جو آج حال ہے جو ادبار ہے،
جو پریشانی ہے ،جو مصیبتیں ہیں ، جہاں دیکھو مسلمانوں پہ مصیبت آرہی ہے۔

اس کی وجہ بھی سامنے ہے ہمارے کہ ہم جو کچھ زبان سے کہتے ہیں ۔ رسول
اللہ ﷺ کے بارے میں جو زبان سے اقرار کرتے ہیں جب دل میں ہم جھانکتے ہیں تو
زبان اور دل کا ساتھ نہیں ہوتا۔ دل میں ہمارے کھوٹ ہے۔ زبان سے ہمارے بہت
دعوے ہیں۔ کہ بھئی ہم حضور پاک ﷺ کے عاشق ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے امتی
ہیں۔حضور پاک ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں گے۔ سب کچھ ہے۔ لیکن جب عملی
زندگی میں ہم مطالعہ کرتے ہیں عملی زندگی میں ہم صحابہ کرام سے ، تابعین
سے اپنے آپ کو اتنا پیچھے دیکھتے ہیں اتنا پیچھے دیکھتے ہیں کہ بعض مرتبہ تو یہ
شبہ ہونے لگتا ہے کہ کیا ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔ تو اب یہ پرسنٹیج ظاہر
ہے وہ گر گیا یا بڑھ گیا کچھ کہہ نہیں سکتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے
قول و فعل میں بہت تضاد ہے۔ نماز ہم سب پڑھتے ہیں۔ لیکن جب نماز کے بارے
میں اس کی حکمت اور نماز کے بارے میں نماز کے انوار کے بارے میں جب کوئی
بات سامنے آتی ہے تو وہاں اس قدر خلاء نظر آتا ہے کہ اگر ایک لاکھ آدمیوں نے
نماز پڑھی ہے اور ان ایک لاکھ آدمیوں سے فرداً فرداً یہ پوچھا جائے کہ کیا تمہیں
نماز میں یکسوئی حاصل ہوئی؟ کیا نماز میں جب تم نے سجدہ کیا تو ایسا
محسوس ہوا کہ تم نے اللہ کو سجدہ کیا ہے؟ میرا خیال ہے ایک لاکھ آدمیوں
میں ایک آدمی بھی جواب نہ دے سکے۔ اب نماز بھی ہماری جو ہے عادت بن گئی
ہے۔ دنیا بھر کے خیالات ، دنیا بھر کی غلط باتیں ، دنیا بھر کی نفرتیں، دشمنیاں،
حسد بس نماز کی نیت باندھی اور اس کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ظاہر ہے جب
نماز نماز کی طرح ہم نے قائم ہی نہیں کی ، ادا ہی نہیں کی تو نماز کا فائدہ
کیا ہوا بھائی؟ فائدہ نہیں ہوگا ، جس چیز کا فائدہ ہوتا ہے اس چیز کا نقصان
بھی ضرور ہوتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ... الصلوٰۃ معراج المؤمنین ... کہ
نماز مومن کی معراج ہے۔ یعنی نماز مومن کو غیب کی دنیا سے آشنا کردیتی
ہے۔ غیب کی دنیا میں داخل کردیتی ہے۔ لیکن نماز غیب کی دنیا میں جبھی داخل
کرے گی جب ہم نماز کو یکسوئی کے ساتھ ادا کریں۔ نما زکے حقوق پورے کریں۔
اب یہ بھی ہے کہ نماز کے لئے ضروری ہے کہ رزق حلال ہو۔ آج کے دور میں
مسلمان کے پاس رزق حلال ہے ہی نہیں۔ جب یہ شرط ہے کہ رزق حلال کے
بغیر نماز، نماز ہوتی ہی نہیں ہے تو پھر نماز کیسے ہوگئی بھئی؟ کیا نتیجہ
مرتب ہوگا؟ قرآن پاک میں ... ان الصلوٰۃ تنہا عن الفحشا والمنکر ... کہ صلوٰۃ
فواحشات سے اور منکرات سے اللہ تعالیٰ کی سرکشی اور بغاوت سے حکماً روک
دیتی ہے۔ لیکن یہاں صورت عجیب ہے کہ جو آدمی جتنا بڑا نمازی ہے ان کے اندر
ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے اندر تفرقہ زیادہ ہیں۔ ویسے اللہ کے فضل و کرم
سے پانچ وقت کے نمازی ہیں ۔ ان کی جماعت بھی قضاء نہیں ہوتی ہے۔ ان کی
تکبیر اولیٰ بھی قضا نہیں ہوتی ہے۔ ان کے ماتھے پہ نماز کے نشان بھی ہیں۔
بظاہر وہ لباس بھی وہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جس کو شرعی لباس کہا جاتا
ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہے یا نہیں شرعی لباس۔ لیکن ان کے ذہن میں
نفرت کا یہ عالم ہے کہ دیوبندی بریلوی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے۔ بریلوی

دیوبندی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے۔ یہ وہ ان کے پیچھے نہیں یہ ایک سلسلہ
ہے ایک سلسلہ ہے تفرقہ کا، ایک سلسلہ ہے نفرت کا جبکہ قرآن نے یہ کہا ہے
کہ اللہ کی رسی کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ
نہ ڈالو۔ یہاں مسلمان کی پہچان ہی تفرقہ ہے۔ بتائیے یہ کوئی بات ہوئی کہ
مسلمان بھائی کون سا مسلمان؟ مجھ سے وہاں لندن میں ایک صاحب انگریز آئے
انہوں نے کہا کہ صاحب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں بہت اچھا مذہب ہے میں
نے اس کی بڑی کتابیں پڑھی ہیں میرا شوق ہے میں مسلمان ہوجاؤں۔ میں نے
کہا بھئی اس سے اچھی کیا بات ہے۔ بسم اللہ کرو۔ کہنے لگے کون سا مسلمان
دیوبندی ہوں ، بریلوی ہوں۔ ایک صاحبہ بڑا ہماری وہ عظیمی بہن ہیں۔ وہ
جب یہاں سے شادی ہوکر گئیں ان کے میاں جو تھے وہ وہیں پیدا ہوئے وہیں بڑھے
پلے۔ وہیں پلے وہیں ان کی تعلیمات ہوئی۔ پورے انگریزی۔ تووہ بیوی نے سال
بھر میں یا دو سال میں میاں کو کلمہ یاد کرائے، نماز پڑھائی، کیا کیا ، کیا کیا
وغیرہ وغیرہ اور اس قابل کردیا کہ وہ نما ز پڑھنے لگے۔ عید آگئی۔ یہ سنی
سنائی بات نہیں ہے یہ واقعہ ہے۔ عید کی نماز آگئی صاحب تو اس زمانے میں
اس شہر میں مسجد نہیں تھی اب تو مسجدیں بن گئی ہیں۔ تو دونوں گروہوں
نے عید کی نماز کے لئے اجازت مانگی۔ تووہاں ایک بہت بڑا ہائی اسکول تھا۔
اس میں انہوں نے اجازت دے دی کہ آدھے میں تم پڑھ لو ، آدھے میں تم پڑھ لو۔
تو آدھا اسکول ان کا ہوگیا ، آدھا اسکول ان کا ہوگیا۔ تو یہ جو فضل صاحب نام
ہے ان کا تو وہاں یہ نماز پڑھنے گئے جناب پاکستانی لباس پہن کے ، ٹوپی ووپی
لگا کے نماز پڑھنے۔ تو وہاں وہ ان کے لوگ بھی کھڑے ہوئے تھے ان کے لوگ بھی
دونوں فرقوں کے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔اس نے کہا کہ میاں تم نماز کہاں پڑھوگے؟
کسی نے پوچھا ان سے انہوں نے کہا بس یہیں پڑھوں گا اسکول میں ۔ کہنے لگے
تم دیوبندی ہو یا بریلوی ہو؟ اس نے کہا یہ کیا ہوتا ہے بھئی؟ میں تو مسلمان
ہوں۔ اس نے آدمی نے کہا پھر ٹھیک ہے تم ہماری طرف نماز پڑھو۔ دوسرے نے
کہا تیری طرف کیوں پڑھیں گے بھئی ہماری طرف پڑھیں گے۔ وہ کھینچ تان میں
جناب ان کے کپڑے پھٹ گئے۔ اور وہ اپنے گھر واپس آگئے اور واپس آکر یہ جو میں
واقعہ سنانا چاہتا ہوں انہوں نے جو کہا آئندہ اگر تو نے نماز کا یا اسلام کا ذکر
کیا میں تجھے ڈیورس دے کر طلاق دے کر پاکستان بھجوادوں گا۔یہ کون سا اسلام
ہے بھئی کہ صاحب اب ہماری شناخت اب یہ نہیں ہے کہ متقی کون ہے، مومن
کون ہے ہماری شناخت یہ ہے کہ دیوبندی کون ہے، بریلوی کون ہے۔ یہ کیا
مطلب ہوا؟ کلمہ دیوبندی بھی پڑھتے ہیں، کلمہ بریلوی بھی پڑھتے ہیں۔ کلمہ
اہل حدیث صاحبان بھی پڑھتے ہیں۔ ایک ہی نماز پڑھتے ہیں، ایک ہی سب کی
اذان ہے، ایک ہی وقت روزوں کا افطار کرتے ہیں۔ ایک ہی وقت روزے رکھتے
ہیں، ایک ہی نماز ہے، ایک سا حج ہے، ایک سی زکوٰۃ ہے۔ اس کے باوجود بھی
نفرتوں کا یہ عالم ہے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے ہیں، ایک دوسرے کو
کافر کہتے ہیں، ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے، اور انتہا یہ ہے کہ اب

تو یہ صورت ہے کہ ایک دوسرے کے ہاں شادیاں بھی نہیں کرتے ہیں۔ ابھی جناب وہ ایک رشتہ آیا انہوں نے کہا صاحب بڑا اچھا ہے بڑا یہ ہے انکوائری کی انہوں نے کہا صاحب وہ تو وہابی ہے لہٰذا ہم تو وہاں شادی نہیں کرسکتے۔ ہماری بیٹی جو ہے وہ وہابیوں میں شادی نہیں کرے گی۔ اب ظاہر ہے وہابی بھی یہی کہتے ہوں گے ہم بریلویوں میں شادی نہیں کرسکتے۔ یہ کون سا اسلام ہے بھئی۔ تو یہ اسلام جو آپ یہ یہاں نفرتوں کا اسلام جو آپ نے بنالیا ہے اس سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں میسر نہیں ہوں گی۔ صحابہ کرام کے زمانے میں کون سے تفرقے تھے بھائی؟ سب ایک پلیٹ فارم پر جمع تھے۔ سب کی شناخت ایک تھی کہ مسلمان ہیں بس۔ تو جناب یہاں مسلمانوں کی تقریرکوئی سن لے تو .... اس لئے آگئے کہ مسلمان بھائیوں کو تکلیف نہ ہو۔ اب صورت یہ ہے کہ یہاں جنازوں کی نماز نہیں پڑھتے صاحب میں نے خود دیکھا ہے۔ اگر کوئی دیوبندی نے کسی جنازے کی نماز پڑھادی تو میں نے خود دیکھا ہے کہ بڑے بڑے علماء نام لینے سے کیا فائدہ وہ کھڑے رہیں گے نماز نہیں پڑھیں گے حالانکہ جنازے کی نماز نماز نہیں ہوتی ہے جنازے کی نماز تو دعا ہے۔ دعائے مغفرت ہے ایک طرح سے۔ تو جناب اتنی ہمارے اندر نفرتیں ہیں آپس میں ایک دوسرے کے لئے ان نفرتوں کی بنیاد پر ہم ایک دوسرے سے جدا ہیں ۔ اب آپ عرب میں دیکھ لیجئے کیا ہے ۔ ایک طرف عرب ہیں ان کے پاس پیسے بھی ہے، ان کے پاس طاقت بھی ہے۔ سب کچھ ہے۔ اور ایک طرف امریکہ بھی ہے۔ وہ جناب انتیس ممالک اس طرح جمع ہوگئے او ر جو کچھ حشر کیا پورے عرب کا سعودی عرب کو بھی مقروض کردیا۔ محض اس لئے کہ ان کے اندر

unity

ہے۔ قرآن کی جو تعلیمات ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں قرآن کو نہیں مان رہے ہیں لیکن قرآن کی تعلیمات پر عمل کررہے ہیں۔ اس بنیاد پر وہ آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اور مسلمان جو ہے وہ پیچھے ہٹتا چلا جارہا ہے۔ تو یہ روح کے بارے میں جو انہوں نے سوال کیا کہ صاحب روح میں اور ہمزاد میں کیا فرق ہے اور کیا آدمی کوئی ہمزاد کو اور روح کو دیکھ سکتا ہے۔ بھائی روح کا تو علم ہی مسلمانوں کے لئے اترا تھا۔ روحانی علوم تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس طرح نازل کئے کہ اس کو تمام علوم کو مکمل کردیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا...اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیغمبر ﷺ آج کے دن میں نے دین کی تکمیل کردی تمہارے لئے اور تمہارا رب تم سے راضی ہوگیا۔ ہم اس ہستی مقدس کی امت ہیں جس کے اوپر دین کی تکمیل ہوگئی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود یہ فرمایا ہے کہ میں راضی ہوگیا ہوں۔ اور ہمارا یہ حال ہے کہ جس طرف ہم جاتے ہیں بدحالی ہے پریشانی ہے۔ ایک مظلوم قوم جیسی ہم ہوگئے ہیں ایک جاہل قوم جیسی ہم ہوگئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم روحانی علوم سے بے بہرہ ہوگئے ہیں۔ اور

روحانی علوم سیکھنے کے لئے جو ہمیں طریقے اختیار کرنے چاہئیں ان طریقوں سے ہم دور ہوگئے۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ جب تک آپ کے اندر رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر پیدا نہ ہو جب تک کہ آپ رسول اللہ ﷺ پر صحیح معنوں میں ایمان نہیں لائیں گے اس وقت تک آپ رسول اللہ ﷺ کے علوم نہیں سیکھ سکیں گے۔ حضور پاک ﷺ کے علوم سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے اندر اپنے نبی آخر الزماں ﷺ کی طرز فکر منتقل ہو۔ جو کچھ حضور پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کرکے دکھایا ہے وہ سب ہمارے اندر موجود ہوں۔ اور جب تک حضور پاک ﷺ کی زندگی ہمارے اندر موجود رہی اور جب تک ہم حضور پاک ﷺ کی طرز فکر پر چلتے رہے۔ ہمارا عروج رہا۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک زمانہ تھا کہ ساری دنیا میں مسلمان ہی مسلمان تھے۔جیسے آج امریکہ ہے ناں ساری دنیا میں۔ایک وقت ایسا تھا اس طرح مسلمان ہی مسلمان تھے ۔ ان کے ہاں ایجادات بھی ہوتی تھی۔ فتوحات بھی ہوتی تھی۔اقتدار بھی تھا۔ اسپین میں ساڑھے سات سو سال حکومت کی مسلمانوں نے۔ اب وہاں جو مسجدیں ہیں گھوڑے بندھتے ہیں اب وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اصطبل بنا دیا ہے انہوں نے مسجدوں کو۔ اور اس کی وجہ ہی یہی ہے کہ وہ جو علوم ہیں شیطانی علوم جس کے بارے میں ابھی انہوں نے کہا کہ ہمزاد ہم کیوں نہیں تابع کرسکتے وہ جو شیطانی علوم ہیں ان میں ہمارا ذہن، ہمارا دل ، ہمارا دماغ زیادہ لگتا ہے ، اس میں ہمارے لئے زیادہ دلچسپی ہے، اور جو روحانی علوم ہیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے علوم ہیں قرآن پاک کے بیان کردہ علوم ہیں ان کی طرف ہماری توجہ ہی نہیں جاتی۔ اب یہ بھی آپ دیکھ لیں کسی جگہ میلاد النبی ﷺ کا اعلان کریں اور دوسری جگہ یہ فلمی ایکٹریس بلالیں۔ دونوں کا مقابلہ کرلیجئے گا وہاں کتنے لوگ جاتے ہیں، وہاں کتنے لوگ جاتے ہیں۔ یا جہاں عید میلاد النبی ﷺ ہورہی ہے یہاں آپ فیس بھی نہیں لیتے ، ٹکٹ بھی نہیں ہے۔ کھانا بھی اپنے پاس سے کھلائیں گے انہیں۔ چائے بھی پلائیں گے۔ لیکن یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ وہاں سو سو روپے ٹکٹ دے کر جائیں گے۔ مسلمان کہاں ہے؟ تو یہ ہمزاد کے علوم جو ہیں یہ اس لئے ناجائز ہیں کہ اس کے پیچھے دنیاوی غرض ہوتی ہے، دنیاوی لالچ ہوتی ہے، شیطنت ہوتی ہے، اس لئے اس کو اسلام میں ناجائز قرار دیا ہے۔ اور جب ہم جسم مثالی کا تذکرہ کرتے ہیں تو جسم مثالی میں چونکہ پیر و مرشد کی نگرانی میں استاد کی نگرانی میں وہ اس طرز فکر میں جو طرز فکر پیغمبروں کی ہے آدمی اپنے آپ کو تلاش کرتا ہے جیسے حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے ... من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ... جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ تو اس کے اوپر روحانی راستے کھل جاتے ہیں۔ اور یہ اسلام میں نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری ہے کہ انسان اپنی روح سے واقفیت حاصل کرلے۔

★★★★★